OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227

قرآن وحدیث کی روشنی میں اظہار رائے کی آزادی کا حق

Right to freedom of expression in the light of Quran and Hadith

Dr. Hafiz Mehmood ul Hassan Channar
Lecturer, The Begum Nusrat Bhutto Women University Sukkur.
Email: hafiz.hassan@bnbwu.edu.pk

Prof. Dr. Hafiz Munir Ahmed Khan
Dean, Faculty of Islamic Studies, University of Sindh, Jamshoro.

Prof. Dr. Ubaid Ahmed Khan
Department of Usooluddin, University of Karachi.

Received on: 08-02-2022 Accepted on: 12-03-2022

Abstract

Objecting to Islam that it does not give the right to freedom of expression is a complete slander and accusation. Islam has neither put guards on thoughts nor locks on languages, it has allowed the voice of its legitimate rights to be raised everywhere. A religion that can give the right to freedom of religion, how can that religion not give the right to freedom of expression? If the teachings of Islam are studied from the heart, then Islam urges its followers that even in the world, oppression and oppression should be raised against it and oppression should be strictly stopped. It will be explained in the light of Quran and Hadith and this will become clear in this article.

Keywords: Islam, freedom of expression, teachings of Islam, strictly stopped.

تمہیدی کلمات:

اسلام عالمگیر مذہب ہے،اور زندگی کے تمام شعبوں میں انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔معیشت سے معاشرت تک اور سیاست سے لے کر ریاست کے مسائل تک، انفرادی زندگی سے اجتماعی زندگی تک اپنے متبعین اور ماننے والوں کو ہدایات دیتا ہے۔

اسلام انسانی حقوق کا سب سے بڑا علمبردار ہے، وہ انسان کی جان، مال، عزت، آبرو کی حفاظت کا درس دیتا ہے اور سیاسی، سماجی اور اقتصادی حقوق کا تحفظ بھی فراہم کرتا ہے۔

محسن انسانیت ﷺ نے جو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرمایا تھا وہ خطبہ انسانی حقوق کا سب سے بڑا چارٹر ہے، جس کے متعلق یہ کہنا بجا ہے کہ انسانی حقوق کا اولین، جامع ترین، ہمہ گیر اور دائمی نافذ العمل منشور ہے۔ یہ اعزاز بھی اسلام کو حاصل ہے کہ جس نے انسانیت کو بدامنی، ناانصافی، جبر و تشدد، استحصال اور استبداد سے پاک فلاحی نظام عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالی نے انسان ذات کو جتنی بھی نعمتیں عطا فرمائی ہیں، ان میں ایک بڑی نعمت یہ ہے کہ انسان اپنی سوچ، اپنی رائے، اپنی خواہش اور اپنی امنگ کا اظہار کر سکتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے اس نعمت کا اظہار اس طرح فرمایا ہے: عَلَّمَهُ الْبَيَانَ[1] اس نے اس کو بات واضح کرنا سکھائی۔

جس طرح کھانا، پینا انسان کی بنیادی ضرورت اور خواہش ہے، اس سے روکنا اور پابندی لگانا ظلم وزیادتی ہے، اسی طرح اپنی رائے کے اظہار اور سوچ ظاہر کرنے پر پابندی عائد کرنا اور قدغن لگانا اس سے بڑھ کر ظلم وستم ہے۔ کیونکہ یہ بھی انسان کی بنیادی ضرورت اور حق کی طرح ہے اور اس کی جبلت اور فطرت کا لازمی حصہ ہے۔

انسان کو جب اللہ نے آزاد پیدا کیا ہے، ماں کے پیٹ سے آزاد جنم لیا ہے، پھر دوسرے انسان کو کیسے حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کی آزادی سلب کرے؟ جہاں انسان کو بہت ساری ضرورتوں کا حق حاصل ہے، مثلا: نقل وحرکت، کھانے پینے کی آزادی وہاں انسان بولنے کی آزادی کا بھی خواہاں ہوتا ہے۔ اگر آپ ان کے بولنے پر پابندی لگائیں گے تو درحقیقت آپ انسان سے اس کا پیدائشی اور فطرتی حق اور آزادی سلب کر رہے ہیں۔ آزادی سلب کرنا بہت گھناؤنی عمل اور قبیح حرکت ہے، لیکن بدقسمتی سے یہ قبیح حرکت انسانی تاریخ میں ہوتی رہی ہے۔

اظہار رائے کی آزادی کے معنی اور اس کا مفہوم:

تمام عوامی معاملات میں شہریوں کو اپنی رائے کی ے تعبیر میں آزادی فراہم کرنا[2]۔

اظہار رائے کی آزادی کی صورتیں:

1- الامر بالمعروف۔ 2- مشورہ۔ 3- ذرائع ابلاغ۔

1- الامر بالمعروف:

امر بالمعروف ونہی المنکر ایک ایسا فریضہ ہے، جس میں پوری طرح بلکہ بدرجہ اتم اظہار رائے کی آزادی کا حق ملتا ہے۔ اور یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ اس امت محمدیہ کی خاصیت اور فضیلت ہے۔ اسلام کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ وہ نیکی کی تلقین اور برائی سے روکنے کو فریضہ قرار دیتا ہے اور اپنے متبعین کو یہ حکم دیتا ہے کہ تمہارا مد مقابل کتنا طاقتور کیوں نہ ہو آپ اسے نیکی کی تلقین کریں اور برائی سے روکیں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لیے ضروری ہے کہ جو بندہ یہ فریضہ سرانجام دینے جارہا ہے، وہ معروف اور منکر کو جانتا ہو، تب جاکر وہ اس حکم کا مخاطب ہے۔ اگر معروف اور منکر کی تمیز کے بغیر کوئی کھڑا ہوگا تو وہ بجائے اصلاح کے فساد بپا کرے گا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر اصلا تو حکومت کی ذمہ داری ہے، لیکن ریاست اگر اس میں غفلت برتتی ہے تو مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت ایسی ہونی چاہیے جو اس فریضہ کی انجام دہی کے لیے اٹھ کھڑی ہو۔

اسلام نے برائی کے خلاف پوری توانائی اور قوت کے ساتھ ڈٹ جانے کا حکم دیا ہے، اس لیے اسلام انسانی حقوق کا بڑا علمبردار رہے۔

ا۔ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۔۔۔ الآیۃ[3]۔

اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ وہ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔

2-وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ(4).

اور تمہارے درمیان ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جس کے افراد (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلائیں، نیکی کی تلقین کریں اور برائی سے روکیں۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتنهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" الآية(5)۔

ترجمہ: (مسلمانو!) تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لئے وجود میں لائی گئی ہے۔ تم نیکی کی تلقین کرتے ہو، برائی سے روکتے ہو۔

حکمرانوں کے سامنے اظہار رائے کی آزادی کی کچھ مثالیں:

۱۔ خلافت فاروقی میں ایک مرتبہ جب بیت المال کی طرف سے کپڑے تقسیم ہوئے تو سب کو اتنا کپڑا ملا کہ وہ ایک جبہ بنانے کے لیے ناکافی تھا، جب جمعہ کا دن آیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے منبر پر تشریف لائے تو آپ کو پوار جبہ پہنا ہوا تھا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آپ سے سوال کیا کہ امیر المؤمنین! جو بیت المال سے کپڑا تقسیم ہوا وہ ایک جبہ کے لیے ناکافی تھا تو آپ نے اضافی کپڑا کہاں سے لیا ہے، آپ نے پورا جبہ زیب تن کیا ہوا ہے؟ ہمیں جواب دیجیے! خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے لخت جگر حضرت عبداللہ ابن عمر کو کہا: بیٹے! ان کے سامنے اس کپڑے کی حقیقت آشکار کرو، تو حضرت عبداللہ ابن عمر کھڑے ہوئے اور فرمایا: کہ اباجان کو میں نے اپنا کپڑا دیا تھا تاکہ اباجان پورا جبہ پہن سکیں۔(6)

۲۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن اپنی تقریر میں فرمایا کہ لوگو! تم کو متنبہ کرتا ہوں کہ عورتوں کو مہر زیادہ نہ دیا کرو، اگر مہر کا زیادہ ہونا دنیا کے اعتبار سے بڑائی ہوتی اور عنداللہ تقوی کی بات ہوتی تو امام الرسل خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق ہوتے۔ بعد نماز جمعہ ایک قریشی خاتون نے بر سر مجلس ٹوکا اور کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے مہر کی زیادتی سے کیوں روکا ہے اور آپ کو یہ اختیار کس نے دیا ہے؟ کیا آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت نہیں پڑھی "وآتيتم إحداهن قنطارا فلا تأخذوا منه شيئا" ترجمہ: "اور دیا ہے ان میں سے کسی ایک کو ڈھیر سامان تو اس میں سے کچھ نہ لو"۔

یعنی جب اللہ تعالی اور اس کے رسول نے کوئی پابندی نہیں لگائی تو آپ کون ہوتے ہیں منع کرنے والے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ یہ بات سن کر فرمایا: اللہ کی قسم! اس آیت کی طرف میرا دھیان ئی نہیں گیا، آپ نے صحیح توجہ دلائی ہے میرا اعلان درست نہیں میں اپنے اس اعلان کو واپس لیتا ہوں اور آخر میں فرمایا: "كل الناس أفقه من عمر" کہ ہر آدمی عمر سے زیادہ فقیہ اور سمجھدار ہے(7)۔

۳۔ ایک مرتبہ حضرت عمر نے جمعہ کے اجتماع میں فرمایا کہ اگر تم مجھ میں کوئی کمی کوتاہی دیکھیں تو مجھے مطلع کیجیے گا۔ اس پر ایک اعرابی کھڑے ہو کر گویا ہوئے کہ ہم اگر آپ میں غلطی دیکھی تو آپ کو تلوار سے سیدھا کریں گے۔ اتنی سخت بات کو آپ نے سن کر فرمایا: (الحمد لله الذي

جعل في هذه الأمة من يقوّم اعوجاج عمر بسيفه إذا اعوج) اس پر حضرت عمر نے اللہ کا شکر بجالایا کہ اس امت ایسے جیالے بھی ہیں کہ جو عمر کو تلوار سے سیدھا کریں گے [8]۔ تنقید سے خفا، نہ ستائش پسند ہوں۔۔۔۔۔۔یہ حوصلے ہیں پست، میں ان سے بلند ہوں۔

4-ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: "اتق اللہ یاامیر المؤمنین!" اے امیر المؤمنین! اللہ سے ڈرو، اور بار بار یہی کلمات کہتا رہا۔ اس پر کسی شخص نے اسے ٹوکا، اور کہا کہ تم امیر المؤمنین سے بڑی زیادتی کی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "دعہ، لاخیر فیھم ان لم یقولوھالنا، ولا خیر فیناان لم نقبل" انہیں کہنے دو، اگر وہ یہ بات ہم سے نہ کہیں تو ان میں کوئی بھلائی نہیں، اور اگر ہم ان کی بات کو قبول نہ کریں تو ہم میں کوئی بھلائی نہیں [9]۔

5-حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جمعہ کے خطبہ میں فرمایا: "إنماالمال مالنا، والفيئ فيئنا، من شئنا أعطينا، ومن شئنامنعنا" بے شک مال ہمارا ہے اور فیٔ (مال غنیمت) ہماری ہے، ہم چاہیں جسے دیں اور چاہیں جسے نہ دیں۔ یہ سن کر کسی نے جواب تک نہ دیا۔ جب دوسرا جمعہ آیا پھر یہی بات دہرائی۔ اس بار بھی کسی نے کچھ نہیں کہا۔ تیسرے جمعہ میں جب یہ بات کی تو سامعین میں ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہا: "کلا! بل المال مالنا، والفيء فيئنا، من حال بيننا وبينه، حاكمناه بأسيافنا" ایسا ہر گز نہیں! یہ مال ہمارا ہے، اور غنیمت بھی ہماری ہے، جو شخص اس کے اور ہمارے درمیان آڑے آنے کی کوشش کرے گا تو ہم اپنی تلواروں کے ذریعہ اس کا فیصلہ کریں گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر اس کو بلالیا، لوگوں میں یہ چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ یہ شخص اب مارا گیا۔ پھر لوگ جب اندر گئے تو یہ دیکھ کر دنگ رہے گئے کہ وہ شخص حضرت امیر کے ساتھ تخت پر ساتھ بیٹھا ہے۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: "أحياني هذا، أحياه الله" کہ اس شخص نے مجھے آج زندہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھے [10]۔

۲۔مشاورت:

اسلام نے اظہار رائے کی آزادی اور اظہار خیال کے لیے اپنے پیروکاروں کو شوریٰ کا نظام عطا کیا ہے۔ جس کے بہت سارے فوائد ہیں۔ اس سے اتحاد و اتفاق پیدا ہوتا ہے، اپنی صفوں میں اعتماد کی فضا بحال ہوتی ہے۔ باہمی اتفاق سے ایک چیز کھل کر سامنے آتی ہے، یعنے کسی بھی مسئلے کی ہر جہت پر سوچنے کا موقع ملتا ہے، کیونکہ بعض مرتبہ فرد کی نظر میں اس مسئلے کے بعض پہلو او جھل رہتے ہیں، جب سب کی رائے شامل ہو گی تو ہر جہت واضح ہو جائے گی اور غلطی کا امکان کم رہ جائے گا۔ عام آدمی کو جب مشورہ کا حق ملتا ہے تو اس کا امیر یا بادشاہ مطلق العنان اور آمرانہ رویہ اختیار نہیں کر سکتا، بلکہ وہ کسی بھی معاملے میں شوریٰ سے مشورہ لینے کا پابند ہے۔ بلکہ اسلامی نظام میں تو خلیفہ وقت کا انتخاب بھی مشورہ سے ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اگر کوئی حاکم رائے عامہ اور شوریٰ کو نظر انداز کرتا ہے تو بلا اختلاف اس کو معزول کرنا واجب ہے۔ ذکر ابن عطیہ: ان الشوریٰ من القواعد الشریعۃ، وعزائم الاحکام، ومن لایستشیر اہل العلم والدین، فعزلہ واجب، ھذا ماخلاف لہ [11]۔ ترجمہ: "کہ شورائیت شریعت کے قواعد اور بنیادی اصولوں میں سے ہے، جو امیر کہ اہل علم اور اہل دین سے مشورہ نہ لے، اس کا عزل کرنا واجب ہے اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔"

اس سے بڑھ کر اور کیا اظہار رائے کی آزادی ہو سکتی ہے، جس میں منتخب بادشاہ کی معزولی اور انتخاب کا حق حاصل ہو۔اس لیے یہ تاثر دینا کہ اسلام میں اظہار رائے کی آزادی کا تصور نہیں، بالکل بے جا اور سراسر غلط ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے عملا صحابہ کرام سے مشورہ لے کر امت کو تعلیم دی ہے کہ ہم سب بھی اپنے ماتحت افراد سے مشورہ لیں۔اور ان کی رائے کا احترام کریں۔ مثلا: جنگ بدر اور جنگ احد کے موقع پر صحابہ کرام سے مشورہ لیا، بلکہ جنگ احد میں اپنی منشا اور مرضی کے برعکس کچھ نوجوان صحابہ کرام کی مشورہ پر باہر جنگ کے لیے نکلے۔

مشورہ کا حکم قرآن پاک سے ثابت ہے اور رسول اکرم ﷺ کی سنت ہے۔

قرآن پاک میں دو جگہوں پر مشورہ کرنے کا صریح حکم ہے۔

1- فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ.الآیۃ[12]۔

ترجمہ: (اے پیغمبر) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو۔ ورنہ اگر کہیں تم تند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے، ان کے قصور معاف کر دو، ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو، اور دین کے کام میں ان کو بھی شریکِ مشورہ رکھو، پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کرو، اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسی کے بھروسے پر کام کرتے ہیں۔

مفتی محمد شفیع عثمانی اپنی مایہ ناز تفسیر معارف القرآن میں فرماتے ہیں: جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے: یہ اسلام کا اعزاز ہے کہ جس نے جاہلیت کے زمانہ کی شخصی بادشاہی کو ختم کیا، اور جن لوگوں کو ریاست بطور وراثت ملی تھی، دین اسلام نے ان ریاستوں کو ختم کر کے حقیقی جمہوریت کی بنیاد ڈالی۔ایک شخص لاکھوں، کروڑوں انسانوں پر اپنی قابلیت اور صلاحیت کی بنیاد پر نہیں بلکہ وراثت کے ظالمانہ اصولوں پر حکومت کرتا تھا اور انسانوں کو پالتو جانوروں کا درجہ دینا بادشاہی انعام سمجھتا تھا۔اس کے برخلاف اسلام نے حکومت میں وراثت کا غیر فطری اصول باطل کر کے امیر مملکت کا عزل و نصب جمہور کے ہاتھ میں دے دیا۔ بادشاہ پرستی کی دلدل میں پھنسی دنیا اسلامی تعلیمات ہی کے ذریعے اس عادلانہ اور فطری نظام سے آشنا ہوئی، اور یہی روح ہے اس طرز حکومت کی، جس کو آج جمہوریت کا نام دیا جاتا ہے[13]۔

وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ- الآیۃ[14]۔

ترجمہ: اور ان کا (ہر) کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں: ریاستی امور میں مشورہ لینا واجب ہے[15]۔

مولانا مفتی محمد شفیع عثمانؒ لکھتے ہیں: اسلام میں امیر کا انتخاب بھی مشورہ پر موقوف کر کے زمانہ جاہلیت کی شخصی بادشاہتوں کو ختم کیا ہے۔ جنہیں ریاست بطور وراثت کے ملتی تھی۔اسلام نے سب سے پہلے اس کو ختم کر کے حقیقی جمہوریت کی بنیاد ڈالی مگر مغربی جمہوریت کی طرح

عوام کو ہر طرح کے اختیارات نہیں رہتے، اہل شوریٰ پر کچھ پابندیاں عائد فرمائی ہیں۔ اس طرح اسلام کا نظام حکومت شخصی بادشاہت اور مغربی جمہوریت دونوں سے الگ ایک نہایت معتدل دستور ہے[16]۔

مولانا مودودی اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ مشاورت کو اہل ایمان کی بہترین صفات میں شمار کیا گیا ہے۔ اس بنا پر کہ مشاورت اسلامی طرز زندگی کا ایک اہم ستون ہے، اور مشورے کے بغیر اجتماعی کام چلانا نہ صرف جاہلیت کا طریقہ ہے بلکہ اللہ کے مقرر کیے ہوئے ضابطے کی صریح خلاف ورزی ہے۔

اور مزید مولانا مودودی لکھتے ہیں:

کہ وہ اجتماعی معاملات جن لوگوں کے حقوق اور مفاد سے تعلق رکھتے ہیں انہیں اظہار رائے کی پوری آزادی حاصل ہو، اور وہ اس بات سے پوری طرح باخبر رکھے جائیں کہ انکے معاملات فی الواقع کس طرح چلائے جارہے ہیں، اور انہیں اس امر کا بھی پورا حق حاصل ہو کہ اگر وہ اپنے معاملات کی سربراہی میں کوئی غلطی یا خامی یا کوتاہی دیکھیں تو اس پر ٹوک سکیں، احتجاج کر سکیں، اور اصلاح ہوتی نہ دیکھیں تو سربراہ کاروں کو بدل سکیں۔ لوگوں کا منہ بند کر کے اور ان کے ہاتھ پاؤں کس کر اور ان کو بے خبر رکھ کر ان کے اجتماعی معاملات چلانا صریح بددیانتی ہے جسے کوئی شخص بھی: اَمْرُھُمْ شُوریٰ بَیْنَھُمْ کے اصول کی پیروی نہیں مان سکتا[17]۔

۳۔ ذرائع ابلاغ:

ذرائع ابلاغ اظہار رائے کی آزادی کا سب سے بڑا پلیٹ فارم ہے، موجودہ دور میں اس محاذ سے سب سے بڑی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ لیکن کہیں تو ہر قسم کی آزادی ہے، جو چاہے جس طرح چاہے بولے، جھوٹ، الزام اور بہتان لگانے میں آزاد ہے۔ اور کہیں ہر قسم کی پابندی ہے، کوئی حق بات کہنے کی جرئت نہیں رکھتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کا بے جا اور بے دریغ استعمال عام ہے، جس کو یہ پلیٹ فارم میسر آتا ہے تو وہ اس کے درست استعمال سے تہی دامن ہو جاتا ہے۔ منبر و محراب بھی ذرائع ابلاغ کا بہترین پلیٹ فارم ہے، بہت کم لوگ ہیں جو اس کا درست استعمال کرتے ہونگے۔ اور کماحقہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہونگے۔ اسلام ہمیں اعتدال کی راہ دکھاتا ہے، جس میں کسی کی کوئی حق تلفی بھی نہ ہو اور بات بھی پوری ہو۔

1- یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا- الآیۃ[18]۔

ترجمہ: اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سیدھی۔

سدیدا کی تفسیر: قول سدید کی تفسیر بعض نے صدق کے ساتھ کی، بعض نے مستقیم اور بعض نے صواب وغیرہ سے کی۔ ابن کثیر نے سب کو نقل کر کے فرمایا کہ سب حق ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ قرآن کریم نے اس جگہ صادق یا مستقیم وغیرہ کے الفاظ چھوڑ کر سدید کا لفظ اختیار فرمایا، کیونکہ لفظ سدید ان تمام اوصاف کا جامع ہے۔ اسی لئے کاشفی نے روح البیان میں فرمایا کہ قول سدید وہ قول ہے جو سچا ہو جھوٹ کا اس میں شائبہ نہ ہو، صواب ہو جس میں خطاء کا شائبہ نہ ہو، ٹھیک بات ہو، ہزل یعنی مذاق و دل لگی نہ ہو، نرم کلام ہو دلخراش نہ ہو[19]۔

2- " وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى "الآیۃ[20]۔ ترجمہ: اور جب بات کہو تو حق کی کہو اگرچہ وہ اپنا قریب ہی ہو۔

قرآن پاک کے واضح اور صریح احکامات کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ اور حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ میں اظہار رائے کی آزادی، بولنے اور لکھنے کی آزادی کے بنیادی اصول ملتے ہیں اور آپ ﷺ کی عملی زندگی میں اس کے بہتر نمونے ملتے ہیں۔ وہ احادیث جن سے معلوم ہوتا ہے کو اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اور برائی کے خلاف آواز بلند کرنا دینی غیرت اور حمیت کے ساتھ ایک فریضہ ہے۔

1- " مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ "[21]۔ ترجمہ: تم میں سے جو کوئی شخص برائی کو دیکھے تو چاہیے کہ اپنے ہاتھوں سے کام لے کر اس کو دور کرے اور اگر اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ پائے تو دل سے۔ اور یہ آخری صورت ایمان کی بڑی کمزوری کا درجہ ہے۔

2- " أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ "[22] ترجمہ: ظالم جابر بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے افضل جہاد ہے۔

آج کل جدید دنیا میں بہت سارے میں لوگ اس حق سے محروم ہیں کہ وہ حکومت اور حکمرانوں کی ناانصافیوں کے خلاف بول سکیں، لیکن اسلام نے نہ صرف حق دیا ہے بلکہ اس کو افضل جہاد قرار دیا ہے۔

3- "لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الخَالِقِ "[23] خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی فرمابرداری نہیں۔

4- " والذي نفسي بيده لتأمرن بالمعروف، ولتنهون عن المنكر، أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عقابا منه، ثم تدعونه، فلا يستجاب لكم"." اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم ضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالی گناہگاروں کے ساتھ تم سب پر بھی اپنا عذاب بھیج دے، اس وقت تم اللہ تعالی سے دعا مانگوگے تو قبول نہ ہوگی"۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو بندہ اس فریضے سے کوتاہی برتے گا، وہ قہر خداوندی کا مستحق ہوگا، اس لئے ہمیں ہر حال میں امر بالمعروف کا فریضہ سرانجام دینا چاہیے۔

5- " لَا قُدِّسَتْ أُمَّةٌ لَا يَأْخُذُ الضَّعِيفُ فِيهَا حَقَّهُ غَيْرَ مُتَعْتَعٍ "[24] اللہ تعالی کی نظر میں وہ معاشرہ کبھی بھی پاکیزہ اور اچھا معاشرہ نہیں کہلا سکتا، جس میں ایک کمزور بغیر ہچکچاہٹ اپنا حق نہ مانگ سکے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا اور یہ پیغام مترشح ہوتا ہے کہ مظلوم، بے کس اور بے سہارا کو صرف یہ نہیں کہ اس کو اپنا حق مل جائے بلکہ وہ اپنا حق مانگ سکتا ہو اور وہ بھی بغیر ہچکچاہٹ کے مانگ سکتا ہو۔ اس کو پہلے یہ سوچنا پڑے کہ میں کمزور ہوں، بولوں گا تو نہ معلوم کہ میرا کیا حشر ہوگا۔ اگر معاشرے میں کسی کے ذہن میں یہ خیال موجود ہے کہ میں کمزور ہوں مجھے اپنا حق نہیں مل سکتا تو وہ سوسائٹی اور معاشرہ اللہ تعالی کی نظر میں اچھا نہیں۔ گویا ایک اچھی ریاست اور اچھا معاشرہ وہ ہے جو کمزوروں کو زبان دے۔

6- جاءت فتاة إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقالت:"إن أبي زوّجني ابن أخيه، ليرفع بي خسيسته، قال: فجعل الأمر إليها، فقالت: قد أجزت ما صنع أبي، ولكن أردت أن تعلم النساء أن ليس إلى الآباء من الأمر شيء "[25] آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک نوجوان لڑکی حاضر ہوئی اور عرض کیا: کہ میرے والد محترم نے میری مرضی کے خلاف میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کرادیا ہے تاکہ میرے ذریعہ سے وہ اپنی مفلسی دور کرے حضور اکرم ﷺ نے (ان کے والد کو بلایا اور دونوں کا موقف سننے کے بعد) فیصلہ فرمایا کہ اس لڑکی کو اختیار حاصل ہے کہ چاہے تو باپ کا کرایا ہوا نکاح قبول کرے یا نہ کرے۔ یہ فیصلہ سن کر لڑکی نے کہا کہ مجھے باپ کا فیصلہ قبول ہے۔ (اب اس پر بظاہر سوال ہو سکتا ہے کہ جب والد کا فیصلہ قبول ہی کرنا تھا تو اس ساری کاروائی کی کیا ضرورت تھی؟) اس کا جواب دیتے ہوئے لڑکی نے کہا کہ یہ سارا عمل اس لیے کیا تاکہ عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ باپ کو نکاح کے معاملے میں بیٹی پر اپنی مرضی مسلط کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں۔

7- ایک شخص نے حضور ﷺ سے معاملہ کیا ہوا تھا، اس کے نتیجے میں اس شخص کا حضور ﷺ کی ایک اونٹ بنتا تھا، یعنے ایک اونٹ آپ ﷺ پر ایک طرح کا ادھار بنتا تھا۔ ظاہر آپ ﷺ امین تھے، اور آپ کی امانت کے مشہور تھی اور آپ حقوق ادا کرنے والے تھے۔ وہ شخص آکر بڑے تلخ اور نامناسب انداز میں گفتگو کی اور اپنا حق مانگنے کے لیے اس نے ترش لب ولہجہ اور سخت الفاظ استعمال کیے۔ جانثار صحابہ کرام کو ان کا یہ رویہ برا اور بھت ہی ناگوار لگا اور اس کی طرف گھورا اور ان کا دل چاہ رہا تھا اس کو پکڑیں اور اس کی اچھی طرح خبر لیں، کیونکہ صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ کے جانثار تھے، وہ ایسا ناشائستہ کیسے گوارا کیسے کر سکتے تھے؟ لیکن آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو منع کیا اور خبردار کیا اسے کچھ نہیں کہنا، پھر ارشاد فرمایا:"دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الحَقِّ مَقَالًا" اسے چھوڑ دو، حق والا بات کہنے کا بھی حق رکھتا ہے[26]۔

8- « قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا» حق بات کہد یجیے! اگرچہ کڑوی ہو[27]۔

حضور اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی یہی طریقہ جاری رکھا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے خطبے میں ارشاد فرمایا:(إِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِينُونِيْ، وَإِنْ أَسَأْتُ فَقَوِّمُونِي) کہ اگر میں ٹھیک چلوں تو میرے ساتھ تعاون کرنا اور اگر غلط چلوں تو مجھے درست کرنا[28]۔ یہ درحقیقت اس بات کا اظہار تھا کہ ریاست کی کارکردگی پر نظر رکھنا، اس کی اچھائیوں کی حوصلہ افزائی کرنا اور غلطیوں پر روک ٹوک کرنا معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔

ان آیات مبارکہ واحادیث شریفہ کے بعد صورتحال واضح ہو گئی کہ اسلام انسان کو اظہار رائے کی آزادی کا پورا پورا حق دیتا ہے۔

اظہار رائے کی آزادی کی حدود وقیود:

اب اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اظہار رائے کی آزادی ایک ایسا حق ہے، جس پر کوئی شرط، کوئی قید اور کوئی پابندی نہیں یا یہ کہ اس کی کچھ حدود وقیود مقرر ہیں؟

جس ذات عالی نے اظہار رائے کی طاقت انسان کو زبان اور قلم کی صورت میں عطا کی ہے، اسی ذات مقدس کے کلام سے یہ بات معلوم ہوتی

ہے کہ آدمی کو نری آزادی حاصل نہیں کہ جو منہ میں آئے، جس کے خلاف آئے اور بول دے ۔اس کا نام اظہار رائے کی آزادی قطعا نہیں۔ کیونکہ یہ بات ہر ذی عقل بخوبی جانتاہے کہ ہر چیز کا ایک پیمانہ اور حد ہوتی ہے، جس سے تجاوز اور خلاف ورزی کرنا ممنوع ہوتا ہے۔ حجج قاطعہ اور نصوص صریحہ کے اندر کوئی بھی بندہ رائے زنی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ایمان کا تقاضا ہے،اس کو پھلانگنا ایمان سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں پر لب کشائی بھی ممنوع ہے۔

اظہار رائے کی آزادی کا نعرہ لگا کر کسی بھی شرعی حدود کو پائمال نہیں کیا جاسکتا، نہ ہی کسی کسی مذہب کی توہین کا ارتکاب کیا جاسکتا ہے،اور نہ ہی کسی مقدس ہستی کی گستاخی کر کے اس کے ماننے والوں کے جذبات کو مجروح کیا جاسکتا ہے۔

یہ بات اس لیے بھی وضاحت سے عرض کرنی پڑ رہی ہے کہ مغرب سے جو ہوا چلتی ہے، ہمارے کچھ نا سمجھ بھائی اس نظریہ کی اندھی تقلید کرنا شروع کر دیتے ہیں، وہاں سے جو آواز اٹھتی ہے اور جو نعرہ بلند ہوتا،اس سے متاثر اور مرعوب ہو کر اس کو اپنا ایمان قرار دیتے ہیں۔ جب کہ اقوام متحدہ سمیت تمام مہذب دنیا اس پر متفق ہے کہ کسی کی توہین، تضحیک اور دل آزاری جائز نہیں اور نہ ہی کوئی مذہب اس کی اجازت دیتا ہے۔ دستور پاکستان دفعہ ۱۹ میں تحریر و تقریر کی آزادی کا ذکر ہے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ اسلام کی شان و شوکت کے خلاف، ملکی سلامتی اور امن عامہ کے خلاف نہ ہو۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اہل مغرب کا یہ وطیرہ چلا آرہا ہے کہ ،انہوں نے اپنے تحفظ کے لیے کچھ خوبصورت الفاظ گھڑ اور اصلاحات وضع کر لی ہیں،ان کو اپنی زندگی کا محور قرار دے کر اپنی معصومیت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ انہوں نے اس کا سہارا لے کر اور اس کی آڑ میں بہت سی گستاخیاں کی ہیں۔اور اسلام کے اساسی اور بنیادی اصولوں پر حملے کیے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ ظالم لوگ محسن انسانیت ﷺ کی توہین سے باز نہیں آئے اور یہ قبیح حرکت اظہار رائے کی آزادی کے نام پر بار بار کرتے آئے ہیں۔

اظہار رائے کی آزادی کے آداب:

مہذب، تعلیم یافتہ اور سلجھے ہوئے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب بھی وہ بات کرتے ہیں تو شائستہ انداز، باوقار لہجے اور سلیقے سے بات کرتے ہیں۔ جدید دنیا میں اپنا مدعی بیان کرنے کے کچھ اصول اور ضابطے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمیں یہ آداب معلوم ہوتے ہیں۔

1- وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔الآیۃ۔اور عام لوگوں سے بات اچھی طرح (خوش خلقی سے) کہنا(29)۔

2- وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔الآیۃ۔ اور جھوٹی بات سے کنارہ کش رہو(30)۔

3- فَقُوْلَالَہ قَوْلًا لَّیِّنًالَّعَلَّہ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی۔الآیۃ۔ پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ (برغبت) نصیحت قبول کر لے یا (عذاب الہیٰ سے) ڈر جائے(31)۔

4- المسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔ کامل مسلمان وہ ہے، جس کی زبان اور ہاتھ دوسرے مسلمان محفوظ ہوں(32)۔

یہاں مسلمان کی قید اتفاقی ہے، اس میں غیر مسلم بھی داخل ہیں۔اس لئے ہمیں بات کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ کسی

بھی انسان کو ہمارے قول وفعل کی وجہ سے ناجائز تکلیف نہ پہنچے یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ہم سب کو اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

5- «سِبَابُ المسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ»: مسلمان کو گالی دینا فسق کا کام ہے[33]۔

ہمیں بات کرتے جائزہ لینا چاہیے کہ ہم جس کو اظہار رائے کی آزادی قرار دے رہے ہیں کہ کہیں وہ گالی اور گستاخی تو نہیں۔اگر وہ گالی ہے یا گستاخی ہے تو فسق اور گناہ کا کام ہے۔

۶۔ حق بات حق طریقے اور حق نیت سے کی جائے۔

۷۔ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

۸۔ کسی کی تذلیل اور توہین نہ ہو۔

۹۔ بات کرتے ہوئے فرق مراتب کو ملحوظ رکھا جائے۔

۱۰۔ کسی مذہب، کسی مقدس شخصیت کے بارے میں بات کرتے ہوئے پوری احتیاط برتی جائے۔

خلاصہ کلام:

اسلام پر یہ اعتراض کرنا کہ وہ اظہار رائے کی آزادی کا حق نہیں دیتا، یہ سراسر بہتان اور الزام ہے۔اسلام نے نہ سوچوں پر پہرے لگائے ہیں اور نہ زبانوں پر تالے،اپنے جائز حقوق کی آواز ہر جگہ بلند کرنے کی اجازت دی ہے، بلکہ حوصلہ افزائی بھی فرمائی ہے۔جو دین مذہب کی آزادی کا حق دے سکتا ہے، وہ دین اظہار رائے کی آزادی کا حق کیونکر نہیں دے گا؟ اگر قلب سلیم سے دین اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کیا جاوے تو اسلام اپنے متبعین کو تاکید کرتا ہے کہ دنیا میں جہاں بھی ظلم وزیادتی ہو رہی ہو اس کے خلاف پر زور آواز اٹھائی جائے اور ظلم وزیادتی کو سختی سے روکا جائے۔

قرآن پاک میں صراحت ہے: لا اکراہ فی الدین۔ دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے[34]۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ مسئلہ آپ کے سامنے بیان کیا جا چکا ہے، امید ہے کہ بات آپ کے سامنے واضح ہو چکی ہوگی۔دعا ہے کہ مولائے کریم ہمیں قرآن وحدیث کے احکامات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔ وماعلینا الا البلاغ المبین.

حوالہ جات

---

1 - سورہ رحمان آیت نمبر 4.

2 - الکیالی: دکتور عبدالوہاب الکیالی، موسوعۃ السیاسیۃ، طبعۃ الموسسہ العربیۃ للدراسات والنشر بیروت ج 241/2۔

3 - سورہ توبہ آیت نمبر 71۔

4 - سورہ آل عمران آیت نمبر 104.

5 - سورہ آل عمران آیت نمبر 110.

6 - الجوزی: ابو بکر ابن القیم المتوفی 751ھ، اعلام الموقعین عن رب العالمین ج434/3۔ دار ابن الجوزی سعودی عرب ط1423/1۔

7 - ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم علامہ اسماعیل ابن کثیر دمشقی المتوفی 774ھ۔ ج224/2، دار طیبہ للنشر والتوزیع ط:1420ھ-1999م۔

8 - الزحیلی: دکتور وھبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ ج722/6، دار الفکر بیروت، ط1405/2-1985م۔

9 - الزحیلی: دکتور وھبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ ج722/6، دار الفکر بیروت، ط1405/2-1985م۔

10 - الھیثمی: نور الدین علی ابو بکر متوفی 807ھ، مجمع الزوائد، رقم حدیث 9199۔ تحقیق: حسام الدین القدسی، مکتبہ القدسی قاہرہ مصر، عام النشر 1414ھ۔1994م۔

11 - ابو حیان: محمد بن یوسف حیان اثیر الدین الاندلسی متوفی: 745ھ، البحر المحیط فی التفسیر 409/3۔ تحقیق: صدقی محمد جمیل، الناشر: دار الفکر۔ بیروت۔ 1420ھ۔

12 - سورہ آل عمران آیت نمبر 159۔

13 - عثمانی: مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن ج223/2، ناشر ادارۃ المعارف کراچی سن طباعت 2013م۔

14 - سورۃ شوری آیت نمبر 38۔

15 - ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم علامہ اسماعیل ابن کثیر دمشقی المتوفی 774ھ۔ ج211/7، دار طیبہ للنشر والتوزیع ط:1420ھ-1999م۔

16 - عثمانی: مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن ج705/7، ناشر ادارۃ المعارف کراچی سن طباعت 2013م۔

17 - مودودی: مولانا ابو الاعلیٰ مودودی متوفی 1979م، تفہیم القرآن: ج509/4۔ مکتبہ تعمیر انسانیت موچی دروازہ لاہور۔ سن طباعت 1968م۔

18 - سورۃ احزاب آیت نمبر 70۔

19 - عثمانی: مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن ج240/7، ناشر ادارۃ المعارف کراچی سن طباعت 2013م۔

20 - سورۃ انعام آیت نمبر 152۔

21 - مسلم: امام مسلم بن حجاج النیساپوری المتوفی 261ھ، صحیح مسلم، حدیث نمبر 78۔ تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، الناشر: دار احیاء التراث العربی بیروت۔

22 - السجستانی: امام ابو داود سلیمان بن الاشعث متوفی 275ھ، سنن ابی داود، حدیث نمبر 4344، تحقیق: محمد محیی الدین عبد الحمید، الناشر: المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت۔

23 - البغوی: ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی متوفی: 516ھ، شرح السنۃ، حدیث نمبر 2455، تحقیق: شعیب الارنؤوط، محمد زھیر الشاویش، الناشر: المکتب الاسلامی دمشق، ط:1403/2ھ، 1983م۔

24 - ابن ماجہ: ابو عبد اللہ محمد بن یزید متوفی 273ھ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 2426، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، الناشر: دار احیاء الکتب العربیۃ، فیصل عیسی البابی الحلبی۔

25 - ابن ماجہ: ابو عبد اللہ محمد بن یزید متوفی 273ھ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1874، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، الناشر: دار احیاء الکتب العربیۃ، فیصل عیسی البابی الحلبی۔

26 - بخاری: امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ، صحیح بخاری، حدیث نمبر 2609، تحقیق: محمد زھیر بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاۃ، ط:1422/1ھ۔

27 - ابن حبان: محمد بن حبان بن احمد بن حبان البُستي المتوفى: 354ھ، حديث نمبر 361، تحقیق: شعيب الارنووط، الناشر: مؤسسة رسالة بيروت، ط:1414/2ھ۔1993م-

28 - ابن هشام: عبدالملک بن هشام المتوفى: 213ھ، تحقیق: مصطفى السقاوابراهيم الابیاری وعبدالحفيظ الشلبی، سیرت نبویہ، ناشر: شرکۃ مکتبۃ مصطفى البابی مصر، ط: 1375ھ۔1955م۔

29 - سورۃ بقرہ آیت نمبر 83۔

30 - سورۃ حج آیت نمبر 30۔

31 - سورۃ طہ آیت نمبر 44۔

32 - بخاری: امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ، صحیح بخاری، حدیث نمبر 10، تحقیق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، ط: 1422/1ھ۔

33 - بخاری: امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ، صحیح بخاری، حدیث نمبر 48، تحقیق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، ط: 1422/1ھ۔

34 - سورۃ بقرہ آیت نمبر 256۔

References

1. Surah Rahman verse 4.
2. Al-Kayali: Dr. Abdul Wahab Al-Kayali, Mosuat al-Siyasiya, Tabat al-Mossah al-Arabiyyah for Studies and Publishing, Beirut J2/241.
3. Surah Towba verse 71.
4. Surah Al-Imran verse 104.
5. Surah Al-Imran verse 110.
6. Al-Jawzi: Abu Bakr Ibn Al-Qayyim died in 751 AH. Dar Ibn al-Jawzi Saudi Arabia i1/1423.
7. Ibn Kathir: Tafsir al-Qur'an al-Azeem Allama Ismail Ibn Kathir Damaschi, who died in 774 AH. J2/224, Dar Tayyaba Llanshar Wal-Tawzee 1:2, 1420 AH-1999 AD.
8. Al-Zahili: Dr. Wahba Al-Zahili, Al-Fiqh al-Islami Wadalta J6/722, Dar al-Fikr Beirut, T2/1405-1985 AD.
9. Al-Zahili: Dr. Wahba Al-Zahili, Al-Fiqh al-Islami Wadalta J6/722, Dar al-Fikr Beirut, T2/1405-1985 AD.
10. Al-Haitami: Noor al-Din Ali Abu Bakr died in 807 AH, Majma al-Zawaid, hadith number 9199. Research: Husam al-Din al-Qudsi, Maktaba al-Qudsi, Cairo, Egypt, Aam al-Nashar, 1414 AH. 1994 AD.
11. Abu Hiyan: Muhammad bin Yusuf Hayyan Athir al-Din al-Andalusi Died: 745 AH, Al-Bahr al-Massin fi al-Tafsir 3/409. Research: Sedqi Muhammad Jamil, Publisher: Dar al-Fikr - Beirut. 1420 AH
12. Surah Al-Imran verse 159.
13. Osmani: Mufti Muhammad Shafi Osmani, Maarif al-Qur'an Volume 2/223, Publisher of Idarat Al Maarif Karachi, printed in 2013.
14. Surah Shura verse 38.
15. Ibn Kathir: Tafsir al-Qur'an al-Azeem, Allama Ismail Ibn Kathir of Damascus, who died in 774 AH. C7/211, Dar Tayyaba Llanshar Wal-Tawzi, I:2, 1420 AH-1999 AD.
16. Osmani: Mufti Muhammad Shafi Usmani, Maarif al-Qur'an Volume 7/705, Publisher of Al-Maarif Karachi, Year 2013.

17. Maududi: Maulana Abul Ala Maududi died in 1979 AD, Faheeh al-Qur'an: J4/509. Maktaba Yarman Insaniyat Mochi Darwaza Lahore. Date of publication 1968 AD.
18. Surah Ahzab verse 70.
19. Osmani: Mufti Muhammad Shafi Osmani, Ma'arif al-Qur'an Volume 7/240, Publisher of Al-Ma'arif Karachi, Year 2013.
20. Surah Inam verse 152.
21. Muslim: Imam Muslim bin Hajjaj Al-Nisapuri died in 261 AH, Sahih Muslim, Hadith No. 78. Research: Muhammad Fouad Abd al-Baqi, Publisher: Dar Ihya Al-Tarath Al Arabi, Beirut.
22. Al-Sajistani: Imam Abu Dawood Sulaiman bin Al-Asha'ath died 275 AH, Sunan Abi Dawood, Hadith No. 4344, Researched by: Muhammad Muhyiddin Abdul Hameed, Publisher: Al-Maqabah Al-Asriyah, Saida Beirut.
23. Al-Baghwi: Abu Muhammad Al-Hussein bin Masoud Al-Baghwi, deceased: 516 AH, Sharh al-Sunnah, Hadith No. 2455, Research: Shuaib Al-Arnaut, Muhammad Zuhair Al-Shaweesh, Publisher: Al-Mahab Al-Islami, Damascus, 2/1403 AH, 1983 AD.
24. Ibn Majah: Abu Abdullah Muhammad bin Yazid died 273 AH, Sunan Ibn Majah, Hadith No. 2426, Research: Muhammad Fawad Abdul Baqi, Publisher: Dar Ahyaya Kitub al-Arabiyyah, Faisal Isa al-Babi Al-Halabi.
25. Ibn Majah: Abu Abdullah Muhammad bin Yazid died in 273 AH, Sunan Ibn Majah, Hadith No. 1874, Research: Muhammad Fawad Abdul Baqi, Publisher: Dar Ahyaya Kitub al-Arabiyyah, Faisal Isa al-Babi Al-Halabi.
26. Bukhari: Imam Muhammad bin Ismail Bukhari died in 256 AH, Sahih Bukhari, Hadith No. 2609, Research: Muhammad Zuhair bin Nasir Al-Nasir, Publisher: Dar Tuq al-Najat, 1:1/1422 AH.
27. Ibn Hibban: Muhammad bin Hibban bin Ahmad bin Hibban Al-Busti, deceased: 354 AH, Hadith No. 361, Researched by: Shoaib Al-Arnawat, Publisher: Masisat Risalat Beirut, Volume 2/1414 AH. 1993-
28. Ibn Hisham: Abd al-Malik bin Hisham, deceased: 213 AH, Research: Mustafa Al-Saqqah, Ibrahim Al-Abiari and Abdul Hafeez Al-Shalbi, Sirat Nabiyyah, Publisher: Shirkat Makbata Mustafa Al-Babi Misr, 1375 AH. 1955 AD.
29. Surah Baqarah verse 83.
30. Surah Hajj verse 30.
31. Surah Taha verse 44.
32. Bukhari: Imam Muhammad bin Ismail Bukhari died in 256 AH, Sahih Bukhari, Hadith No. 10, Research: Muhammad Zuhair bin Nasir Al-Nasir, Publisher: Dar Tuq al-Najat, 1/1422 AH.
33. Bukhari: Imam Muhammad bin Ismail Bukhari died in 256 AH, Sahih Bukhari, Hadith No. 48, Research: Muhammad Zuhair bin Nasir Al-Nasser, Publisher: Dar Tuq al-Najat, 1/1422 AH.
34. Surah Baqarah verse 256.